قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 31 دسمبر 2020ء | 14 جمادی الاولیٰ 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:310

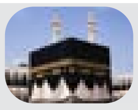

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

(لقمان: 19)

اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخرومباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

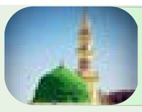

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

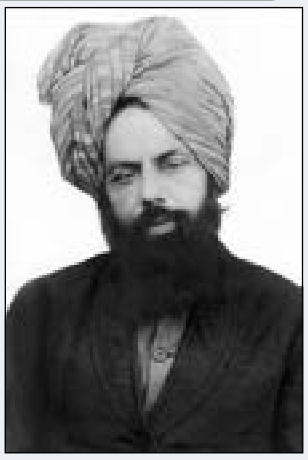

انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے

’’پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213 ایڈیشن 1988)

فرمانِ خلیفۂ وقت

ہر احمدی کو ادنیٰ سے تکبر سے بھی بچنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اس کی انتہا اس دائرے کی اس صورت میں نظر آتی ہے جہاں بعض قومیں اور ملک اور حکومتیں اپنے تکبر کی وجہ سے ہر ایک کو اپنے سے نیچ سمجھ رہی ہوتی ہیں۔ اور غریب قوموں کو، غریب ملکوں کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھا ہوتا ہے۔ اور آج دنیا میں فساد کی بہت بڑی وجہ یہی ہے۔ اگر یہ تکبر ختم ہو جائے تو دنیا سے فساد بھی مٹ جائے۔ لیکن ان متکبر قوموں کو بھی، حکومتوں کو بھی پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تکبر کرنے والوں کے غرور اور تکبر کو توڑتا ہے تو ان کا پھر کچھ بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان: 19)۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخرومباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

جیسا کہ اس آیت سے بھی ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرما رہا ہے کہ یونہی تکبر کرتے ہوئے نہ پھرو۔ اپنے گال پھلا کر، ایک خاص انداز ہوتا ہے تکبر کرنے والوں کا اور گردن اکڑا کر پھرنا اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے سے کم درجہ والوں کے سامنے اکڑ دکھا رہے ہوتے ہیں اور اپنے سے اوپر والے کے سامنے بچھتے چلے جاتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں میں منافقت کی برائی بھی ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہ تکبر جو ہے بہت سی اخلاقی برائیوں کا باعث بن جاتا ہے اور نیکی میں ترقی کے راستے آہستہ آہستہ بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اور پھر دین سے بھی دور ہو جاتا ہے

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- وہ اتنا پیارا ہے (منظوم)
- تعارف سورۃ حٰم السجدۃ (41 ویں سورۃ)
- ختم نبوت
- حضرت شیخ اصغر علی صاحب رضی اللہ عنہ

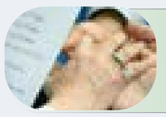

دربارِ خلافت

تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ہیں جن کی ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے، ان شبنم کے قطروں سے، درخت پھلوں سے لدے رہتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب ان پاک نمونوں میں سے چند ایک کا مَیں ذکر کروں گا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

ایسا ہی مباہلہ کے بعد حبی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب (حاجی سیٹھ عبدالرحمن، اللہ رکھا صاحب مدراس کے تاجر تھے) موصوف سے بعد نمبر دوم پر شیخ صاحب ہیں۔ جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے۔ اور ہر ایک طور سے وہ خدمت میں حاضر ہیں۔ (اس زمانے میں دو ہزار کی بڑی ویلیو (Value) تھی) اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔ ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں سے اس کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی 20 روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-312 حاشیہ)

اس زمانے میں وہ بڑی چیز تھی۔ تو دیکھیں اپنے پر تنگی کر کے قربانیاں کرنے کا جو طریق ہے وہ جاری کیا۔ وہ نمونے قائم کئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں تھے۔

پھر ایک اور ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ (آج ان کی اولادیں لاکھوں میں کھیل رہی ہیں۔) سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا۔ (یعنی اتنی طاقت نہیں تھی ایسا کاروبار نہیں تھا اس کے باوجود کہتے ہیں ایک دن مجھے ایک سو روپیہ دے گیا۔) مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ (تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:) وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 314-313 حاشیہ)

جب منارۃ المسیح کی تعمیر ہونے لگی تھی اس وقت کا ذکر ہے۔ فرمایا: ’’ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام، ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں، جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ (جن کا پہلے ذکر آیا ہے) اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہو گا۔ اور فرمایا کہ یہ اس لئے زیادہ قابل تعریف ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں بھی ایک سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اپنے عیال کی بھی چنداں پرواہ نہیں کی (بالکل پرواہ نہیں رکھی) اور یہ چندہ پیش کر دیا۔

دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے، میاں شادی خاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ (چندہ) بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد 50 روپے سے زیادہ نہ ہو (لیکن دو سو روپے چندہ دے دیا) انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ کیونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ (حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:) اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 315-314)

پھر فرمایا: ’’حبی فی اللہ میاں عبدالحق خلف عبدالسمیع یہ ایک اول درجہ کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے۔ دین کو ابتداء سے غریبوں سے مناسبت ہے کیونکہ غریب لوگ تکبر نہیں کرتے اور پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ (دسواں حصہ بھی ان کے پاس نہیں ہوتا۔) فطوبیٰ للغرباء۔ میاں عبدالحق باوجود اپنے اِفلاس اور کمی مقدرت کے ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اس کو ٹھہرا رہی ہیں کہ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْکَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (الحشر:10) یعنی باوجود تنگی درپیش ہونے کے بھی اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537)

تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ہیں جن کی ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے، ان شبنم کے قطروں سے، درخت پھلوں سے لدے رہتے تھے۔ ان کے اعمال کے درخت بھی پھلدار رہتے تھے۔ اور جماعت بھی ان قربانیوں کی وجہ سے پھلوں سے لدی رہتی تھی۔

بقیہ صفحہ 6 پر

وہ اتنا پیارا ہے

اگر وہ سامنے آئے، وہ اتنا پیارا ہے
تو دل میں دیپ جلائے وہ اتنا پیارا ہے
غزل ، کہانی ، گرامر ، اُسے سلامی دیں
اگر وہ اردو پڑھائے ، وہ اتنا پیارا ہے
گُلاب اُس کے بدن سے ادھار لے خُوشبو
صبا گلے سے لگائے وہ اتنا پیارا ہے
وہ لب کُشا ہو تو غالِب کرے قدم بوسی
کہے گا میر بھی ’’ہائے‘‘ وہ اتنا پیارا ہے
وہ فلسفے پہ جو بولے تو فرطِ حیرت سے
ارسطو سر کو کھجائے، وہ اتنا پیارا ہے
اُسی کی بات کو میں آخری سند سمجھوں
اُسی کی ’’رائے‘‘ ہے رائے ، وہ اتنا پیارا ہے
فراز و فیض اُسے داد دیں مَزاروں سے
وہ جب بھی شعر سنائے ، وہ اتنا پیارا ہے
اُسی کے واسطے میں بن سنور کے سوتا ہوں
کہ کاش خواب میں آئے، وہ اتنا پیارا ہے
میں چاہتا ہوں کسی روز وہ خفا ہو کر
مجھے بھی چار ’’سنائے‘‘ وہ اتنا پیارا ہے
وہ میکدے کو جو دیکھے تو میکدہ جُھومے
سبُو کو ہوش نہ آئے وہ اتنا پیارا ہے
تو پھر وہ ذرّہ بھی گوہر مثال ہوتا ہے
جسے وہ ہاتھ لگائے وہ اتنا پیارا ہے
میں بھول جاؤں گا سارے بہشت کے منظر
اگر وہ پاس بٹھائے ، وہ اتنا پیارا ہے
میں چاہتا ہوں کسی روز برف باری ہو
اسے پلاؤں میں چائے وہ اتنا پیارا ہے
وہ شخص دیکھنے نکلے کبھی جو عید کا چاند
تو چاند نوروں نہائے وہ اتنا پیارا ہے
میں اس کے شہر کی مٹی بھی چوم سکتا ہوں
دل و نظر کو بچھائے وہ اتنا پیارا ہے
وہ سامنے ہو تو پھر جی ، حضور ، وہ ، میں ، نا
سمجھ میں کچھ بھی نہ آئے وہ اتنا پیارا ہے

(مبارک صدیقی)

مرسلہ: مترجم: ابوسلطان

تعارف سورۃ حٰمٓ السجدۃ (41 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 55 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورت کا نام حٰم السجدۃ ہے۔ اس کو فُصِلَت بھی کہا جاتا ہے۔ حٰم سے شروع ہونے والی سورتوں کے گروپ میں یہ دوسرے نمبر پر ہے۔ اسی لئے اس سورت کا طرز تحریر اور مضامین کی مشابہت، اپنی سابقہ سورت اور اگلی سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس کا وقت نزول بھی اس مکی دور کا ہے جب اسلام کی مخالفت بہت شدید اور مستقل ہو چکی تھی۔ گزشتہ سورت کے اختتام پر کفار کو تنبیہ کی گئی تھی کہ الٰہی عذاب کے آجانے پر ایمان اور توبہ بے سود ہوں گے جبکہ موجودہ سورت کا آغاز اس بیان سے کیا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دل کے تمام راستے مقفل کر دیے ہیں اور قرآن کریم سننے سے بکلی انکاری ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے تئیں عذاب کا مستحق بنا چکے ہیں۔

یہ سورت مزید بتاتی ہے کہ اخلاقی ترقی کی جملہ ضروریات قرآن کریم میں مہیا ہیں۔ اور اپنی تمام شرائط کو مکمل اور بھرپور رنگ میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح اپنی تعلیمات اور احکامات کو کھول کھول کر اور فصیح و بلیغ زبان میں بیان کرتا ہے۔ اور پوری کائنات کا چھ ادوار میں پیدا ہونا توحید باری تعالیٰ کی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور یہ کہ جملہ انبیاء توحید باری تعالیٰ کی یک رنگ تعلیم لے کر آئے۔ یہاں تک کہ قدیم انبیاء جن میں حضرت ھود اور حضرت صالح بھی شامل ہیں جنہوں نے توحید کا پرچار کیا۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ جب بھی کوئی نبی دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو سردارانِ کفار حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور چیخ و پکار کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں کو (ہر طرح کی مکاری اور حیلے بہانے سے) الجھن کا شکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن حق کی کمزور آواز میں بھی جھوٹ کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کی کوششیں بھی آپ کے مقابلے پر ناکام و نامراد ہوں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں پر فرشتوں کا نزول ہوگا جو ہر مشکل گھڑی میں ان کے ساتھ ہوں گے اور یہ فرشتے انہیں تسلی اور تشفی دیں گے اور ان کی کاوشوں میں برکت ڈال کر انہیں کامیاب و کامران کریں گے۔ اور انہیں بتائیں گے کہ اس دنیا میں بھی وہ خدائی افضال کے وارث ہیں اور اگلے جہان میں بھی خدا کے خاص مہمان ہوں گے۔

اس سورت میں مزید بتایا گیا ہے کہ گناہ اور ظلمت کی رات جلد گزر جائے گی اور نیکی کا سورج اور توحید باری تعالیٰ جلد پورے عرب پر پوری تمازت کے ساتھ چمکے گا اور ایک قوم (عرب) جو صدیوں تک جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتی رہی ہے، ایک نئی زندگی حاصل کرے گی۔ اور اسلام جو پورے عرب میں اپنی جڑیں پوری مضبوطی سے گاڑ چکا ہوگا، زمین کے دور دراز کناروں تک پھیل جائے گا۔ یہ عظیم الشان انقلاب اس بہترین کتاب قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعہ سے برپا ہوگا۔ یہ صرف خدا جانتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے عرب کی سرزمین پر سچائی کا جو بیج بویا گیا ہے وہ کب اور کیسے ایک مضبوط درخت بن جائے گا۔ یہ ضرور بڑھے گا اور اس کے پُرآرام اور ٹھنڈے سائے میں بڑی بڑی قومیں آرام کریں گی۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ہیں، نظام جماعت سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ اور جیسے جیسے ان کا تکبر بڑھتا ہے ویسے ویسے وہ اللہ اور رسول کے قرب سے، اس کے فضلوں سے بھی دور چلے جاتے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہر احمدی عاجزی، مسکینی اور خوش خلقی کی راہوں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحم کی نظر حاصل کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ کی جنت میں جانے والا ہو اور ہر گھر تکبر کے گناہ سے پاک ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عزت اللہ تعالیٰ کا لباس اور کبریائی اس کی چادر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جو کوئی بھی انہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الکبر)

تو تکبر آخر کار انسان کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر دیتا ہے۔ جب خدا کا شریک بنانے والے کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ معاف نہیں کروں گا تو پھر جو خود خدائی کا دعویدار بن جائے اس کی کس طرح بخشش ہو سکتی ہے۔ تو یہ تکبر ہی تھا جس نے مختلف وقتوں میں فرعون صفت لوگوں کو پیدا کیا اور پھر ایسے فرعونوں کے انجام آپ نے پڑھے بھی اور اس زمانہ میں دیکھے بھی۔ تو یہ بڑا خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی کو ادنیٰ سے تکبر سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ یہ پھر پھیلتے پھیلتے پوری طرح انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ وارننگ دے دی ہے، واضح کر دیا ہے کہ یہ میری چادر ہے، مَیں رب العالمین ہوں، کبریائی میری ہے، اس کو تسلیم کرو، عاجزی دکھاؤ۔ اگر ان حدود سے باہر نکلنے کی کوشش کرو گے تو عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔

(خطبہ جمعہ 29 اگست 2003ء)

آج کی دعا

رَبَّنَا وَ اجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَ تُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

(سورۃ البقرۃ: 129)

ترجمہ: اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنادے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کردے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی خدا کے حضور اپنے اور اپنی ذریت کے خدا کے فرمانبردار رہنے اور عبادات کے طریق سکھلائے جانے کے لئے عظیم الشان پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

’’اس دعا کی انتہا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہوتی ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ دعا کی اور دنیا نے دیکھا کہ عرب کے اُن وحشیوں میں کیا انقلاب آیا کہ وہ لوگ ایسے باخدا انسان بنے جن کی راتیں عبادت کرتے ہوئے اور دن اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیاں کرتے ہوئے گزرتے تھے۔ اور آپ کی یہ دعا صرف آپ کے وقت تک محدود نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور تاقیامت قبولیت کا درجہ پا گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں حاصل ہوئی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اب آپ کی امت اس کے دائمی نظارے دیکھنے لگی، اس میں دائمی نظارے نظر آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو مکمل طور پر کبھی بگڑنے نہ دیا۔ ایک ہزار سال کا اندھیرا زمانہ آیا اس میں بھی اللہ تعالیٰ اولیاء امت اور مجدّدین کے ذریعہ سے عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھاتا چلا گیا۔ مجدّدین اور اولیاء کے ذریعہ ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہا جو صحیح طور پر اس تعلیم پر عمل کرنے والا رہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ پھر مجدد آخر الزمان اور خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے مبعوث فرمایا جنہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم اور عبادات کے صحیح طریقے ہمیں سکھائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 29 ستمبر 2006ء)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاق

ختم نبوت

(قسط 4)

اس سے حل ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کن معنوں میں سمجھتے تھے۔ انہیں معنوں میں جن میں اپنے آپ کو خاتم الاولیاء کہتے تھے اور وہ اس طرح کہ میرے بعد کوئی ولی نہیں ہو گا مگر وہی جو میری جماعت سے ہو گا۔ اس کے مطابق خاتم النبیین کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور غلامی کے ذریعہ۔

خاتم کے معنی لغت سے

اب ایک سوال رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ خاتم کے جو معنی کئے گئے ہیں ان کی لغت بھی تصدیق کرتی ہے یا نہیں۔ مجمع البحار لغت کی ایک کتاب ہے۔ اس میں یہ حدیث لکھ کر کہ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَخَوَاتِمَہٗ، لغت والا لکھتا ہے کہ اَیْ حُجَّةٌ عَلٰی سَایِرِھَا وَمُصَدِّقٌ لَّھَا یعنی اس حدیث میں جو رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ میرا کلام خواتم ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ تمام پر حجت اور ان کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ خاتم، تصدیق کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

کیا یہ حدیث ضعیف ہے

حدیث جو میں نے لَوْعَاشَ والی پیش کی ہے۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ضعیف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ملا علی قاری نے احادیث کے متعلق موضوعات (کے) نام (پر) ایک کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتا ہے کہ بعض کا خیال ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر یہ تین طریقوں سے ثابت ہے کہ صحیح ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اس نے خاص تذکرہ کیا ہے اور خوب بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ ضعیف نہیں ہے۔

نبوت کا دروازہ کھلا ہونے پر دوسرا اعتراض

دوسری دلیل جو کسی نبی کے نہ آنے کے متعلق پیش کی جاتی ہے یہ ہے کہ چونکہ شریعت مکمل ہو چکی ہے اس لئے اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:4)۔ اب اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہر ایک نبی آتا ہی اس لئے ہے کہ شریعت لائے تو ہم اس دلیل کو ماننے کے لئے تیار ہیں مگر قرآن کریم کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر ایک نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ پایا جاتا ہے کہ کئی نبی ایسے آئے جو کوئی شریعت نہ لائے اور پہلی شریعت ہی کی پیروی کرتے رہے۔ چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا (المائدہ:45) کہ ہم نے تورات کو اُتارا جس میں ہدایت و نور تھا۔ اس کے ساتھ نبی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ یہ تو صاف بات ہے کہ توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی مگر کہا گیا ہے کہ دوسرے نبی بھی اس کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے۔ گویا وہ خود کوئی شریعت نہ لائے تھے۔ پھر دیکھئے توریت کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (الانعام:155)۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے وقت کے لئے وہ بھی مکمل تھی۔ پس اگر قرآن کے مکمل ہونے کی وجہ سے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے تو پھر توریت کے وقت بھی کوئی نبی نہیں آنا چاہئے تھا۔ مگر حدیث میں آتا ہے کَانَتْ بَنُوْٓ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) کہ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا کھڑا ہو جاتا۔ پس اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن کریم چونکہ مکمل کتاب ہے اس لئے اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ

اب میں حضرت مرزا صاحب کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ شہادت القرآن میں فرماتے ہیں کہ ”حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزار ہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے کہ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔ چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے اور بائبل شہادت دے رہی ہے اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے“ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 342)

پس ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ آیت اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کسی نبی کے آنے میں مانع نہیں ہے۔

کیا احادیث سے نبوت کا دروازہ بند ہونا ثابت ہوتا ہے

یہ تو میں نے قرآن کریم کے متعلق بیان کیا۔ اب ان احادیث کو لیتا ہوں جن کو نبوت کے بند ہونے کے متعلق پیش کیا جاتا ہے۔ سب سے مضبوط اور زبردست دلیل اس حدیث سے دی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا تھا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰٓی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مسلم فضائل الصحابہ من فضائل علی) کہ تو میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ کے نزدیک ہارون۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کے متعلق ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا شان نزول کیا ہے اور کس موقع پر فرمائی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب تیس ہزار لشکر لے کر جنگ تبوک کو گئے تو اپنے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ مقرر کر گئے۔ جب آپؐ ایک منزل دور چلے گئے تو منافقوں نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ اس پر آپ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور جا کر عرض کی کہ مجھے کیوں عورتوں اور بچوں میں چھوڑا گیا ہے اور کیوں ثواب حاصل کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح موسیٰؑ جب طُور پر گئے تھے تو اپنے پیچھے ہارون کو چھوڑ گئے تھے اسی طرح میں جاتا ہوں اور تمہیں پیچھے چھوڑتا ہوں۔ لیکن چونکہ حضرت ہارونؑ نبی بھی تھے اور اسی حالت میں حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوئے تھے اور حضرت علی صرف خلیفہ تھے نبی نہیں تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہ تم میرے جانے کے بعد صرف خلیفہ ہی کی حیثیت سے ہو گے نہ کہ نبی کی حیثیت سے بھی۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں صرف حضرت علی کے نبی ہونے کی نفی کی گئی ہے نہ کہ مطلق نبوت کی۔ کیونکہ اس وقت حضرت علیؓ ہی کے نبی ہونے کا شبہ پڑ سکتا تھا کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہارونؑ کی حیثیت دی تھی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ’بعد‘ کے معنی غیر حاضری کے بھی ہیں یعنی حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری غیر حاضری میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یعنی کہ تم کو جو میں اپنی غیر حاضری میں خلیفہ بنا رہا ہوں اور اس وجہ سے ہارون کی حیثیت دے رہا ہوں تو اس میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ ہارون تو موسیٰ کی غیر حاضری میں نبی کی حیثیت بھی رکھتا تھا لیکن میری غیر حاضری میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بعد کے معنی غیر حاضری کی تصدیق قرآن کریم سے ہی ہو جاتی ہے چنانچہ آتا ہے کہ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْۢ بَعْدِکَ وَاَضَلَّھُمُ السَّامِرِیُّ (طٰہٰ:86)۔ حضرت موسیٰؑ کو کہا گیا ہے کہ آپ کی غیر حاضری میں آپ کی قوم کو سامری نے فتنہ میں ڈال دیا اور گمراہ کر دیا تو یہاں بعد کے معنی غیر حاضری کے ہیں۔

خاتمہ

میرا مضمون تو ابھی بہت سا باقی ہے لیکن چونکہ میرے بعد ایک نہایت ضروری مضمون پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تقریر فرماویں گے اس لئے میں یہیں اپنے لیکچر کو ختم کرتا ہوں۔

(الفضل قادیان 13؍اکتوبر 1917ء)

مرسلہ: غلام مصباح بلوچ

حضرت شیخ اصغر علی صاحب رضی اللہ عنہ

آف ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

حضرت شیخ اصغر علی صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم شیخ بدر الدین صاحب اصل میں ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے آپؓ 1869ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں تعلیم پائی جہاں آپ کے والد اوورسیر تھے۔ پنڈ دادن خان سکول کے ہیڈ ماسٹر اور سیکنڈ ماسٹر بھی آپ کے بزرگوں میں سے تھے۔ آپ کے چچا مکرم شیخ امیر الدین صاحب پنڈ دادن خان میں اوورسیر تھے جنہوں نے آپ کو اپنے ایک شاگرد حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس نقشہ نویسی کا کام سیکھنے کے لیے جہلم بھیج دیا تھا چنانچہ آپ نے بھی یہ کام سیکھ لیا۔ اسی دوران دونوں نے قادیان میں ذی الحجہ 1314ھ یعنی مئی 1897ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ دونوں کی بیعت کا اندراج ایک نایاب فہرست میں یوں محفوظ ہے:

2۔ نور الدین ولد شمس الدین پنڈ دادن خان حال نقشہ نویس محکمہ بارگ ماستری جہلم

3۔ اصغر علی

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 646)

آپ اپنی قادیان حاضری اور قبول احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

میرے چچا شیخ امیر الدین صاحب مرحوم پنڈ دادنخان میں اورسیر تھے اور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جوانی کے دوست تھے۔ مَیں 1896ء میں (پورانی) پرانی پیچش کی مرض میں مبتلا تھا اور بمقام خانکی ہیڈ نہر چناب ورکشاپ میں سب ڈویژنل کلرک تھا۔ میرے چچا صاحب نے حضرت حکیم الامتؓ کو میری بیماری کے متعلق قادیان لکھا تو حضور نے جواباً ان کو لکھا کہ عزیز ایک دفعہ ہم کو ملے پھر ہم اس کو دیکھ لینے کے بعد تشخیص علاج کریں گے۔ چنانچہ میں دارالامان آیا۔ عید الضحیٰ قریب تھی اور مہمان آرہے تھے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گول کمرے میں کھانا کھاتے تھے۔ حضرت حکیم الامتؓ نے میری پرہیزی کھانے کا اپنے گھر میں انتظام فرمایا اور مفتی فضل الرحمٰن صاحب کو دونوں وقت باقاعدگی کے ساتھ مجھ کو کھانا کھلانے پر مقرر کیا۔ پانچ روز (کے بعد) حضور نے میری مرض کی تشخیص کا فیصلہ فرما کر مجھ کو کمال محبت کے ساتھ کہا کہ اب تم خوشی کے ساتھ مہمانوں میں مل کر حضرت اقدسؑ کے ساتھ پلاؤ گوشت وغیرہ سب کچھ کھا سکتے ہو۔ کسی پرہیز کی ضرورت نہیں۔ یہاں سے جاتے ہی نسخہ لے جانا اور اپنے گھر جا کر دوائی بنا لینا اور استعمال کرنا، انشاء اللہ تم تندرست ہو جاؤ گے۔ میری عمر کا ستائیسواں سال تھا اور خدا کے فضل سے میں نماز کا ایسا پابند تھا کہ تہجد گزار بھی تھا۔ میرے والد بزرگوار نقش بندی خاندان کے باخدا مرد تھے اور بفضلہٖ تعالیٰ صاحب کشف تھے۔ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مسجد مبارک میں .... روحانی کیفیت دیکھتا کہ جو کہ تحریر و بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ مجھ کو بیعت کرنے کے واسطے غیبی تحریک ہوئی اور بغیر اس بات کے کہ کسی دوست نے مجھ کو بیعت کے واسطے توجہ دلائی ہو میں خود ہی بیعت کے واسطے حضرت اقدسؑ کے حضور پیش ہوا اور حضورؑ نے میری بیعت لی۔ بیعت کرنے کے بعد میں نے حضرت حکیم الامتؓ سے بیعت کر لینے کا ذکر کیا تو حضورؓ نے مجھ کو پیار کیا اور بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ حضرت اقدسؑ کی معیت میں جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہوئے ہر ایک مقتدی پر خشوع اور خضوع کی وہ کیفیت طاری ہوا کرتی تھی کہ جس کو حقیقی حضوری قلب کہا جاتا ہے۔

میرے والد بزرگوار ستر (70) سال سے اوپر کی عمر میں تھے جب میں نے ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ذکر کیا۔ وہ نماز تہجد کے بعد معمول کے طور پر صبح کی نماز کی اذان کے وقت تک مراقبہ میں رہا کرتے تھے۔ انہوں نے جو حضرت المسیح الموعود المہدی المعہود کے متعلق توجہ کی تو کشفی حالت میں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھائے گئے۔ نماز فجر کے بعد انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ مجھ سے ذکر کیا اور کہا کہ واقعی مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے اور وہی المسیح الموعود اور المہدی المعہود ہیں۔ اس دن کے بعد پھر بھی دو تین دفعہ میرے والد بزرگوار کو کشفی حالت میں حضرت اقدسؑ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے حضور کی تصدیق کی۔ میں نے ان سے قادیان دارالامان چلنے اور بیعت کرنے کے واسطے توجہ دلائی تو انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے اصول شریعت کے خلاف ہے کہ ایک پیر کی بیعت ہوتے ہوئے دوسرے پیر کی بیعت کی جاوے۔ میں نے اصرار نہ کیا اور اس کے بعد جب میں قادیان دارالامان آیا تو میں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں یہ حال بیان کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ وہ بلحاظ عمر کے اپنے عقیدہ کو نہ چھوڑنے میں معذور ہیں۔ ان کو مجبور نہ کرنا۔ وہ ہمارے مصدقوں میں ہی شامل ہیں۔ مجھ کو اطمینان ہو گیا۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کے سلسلہ میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا بہت مفید ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے تازہ وضو کر کے دو نفل پڑھے جاویں اور ان میں دعا کی جاوے کہ اے ہمارے مولیٰ! اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو ہم پر حقیقت ظاہر کر۔ 1900ء میں جب میں مشرقی افریقہ ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے ایک پرانے دوست مسمی نیک محمد صاحب ساکن سرائے عالمگیر ضلع گجرات کو اپنے ملازم کی حیثیت سے ساتھ لے گیا تھا تو ان کو تبلیغ کرتے ہوئے میں نے یہ نسخہ بتایا۔ انہوں نے یہ عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب میں .... نظارہ دکھایا .... ایسے خوش کن نظارہ کے بعد ان کی آنکھ کھلی اور دن چڑھے انہوں نے مجھے یہ حال بتایا اور ان کی بیعت کے واسطے خط لکھنے کو کہا۔ چنانچہ میں نے ان کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ خدا کے فضل سے ان کا سارا خاندان احمدی ہے۔ وہ فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمانوں کی خاطر تواضع کا خود بہت خیال فرمایا کرتے تھے۔ بھائی حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو اس طرف توجہ دلانے کے علاوہ خود بھی خاص واقفیت اس پہلو میں رکھا کرتے تھے اور مہمانوں کی حیثیت کے مطابق کھانا بہم پہنچانے کا اہتمام ہوا کرتا تھا۔ غالباً 1902ء میں جب میں ایمن آباد سے قادیان دارالامان آرہا تھا تو مرحوم و مغفور سید ناصر شاہ صاحب لاہور اسٹیشن پر جس کمرہ انٹر کلاس میں قادیان آنے کے واسطے بیٹھے ہوئے تھے اس میں اتفاق سے میں بھی آ بیٹھا اور ہم دونوں اکٹھے آئے۔ لاہور سے بارش ہونی شروع ہوئی اور جب گاڑی بٹالہ پہنچی تو زور کی بارش تھی۔ اترتے ہی ہم نے مسافر خانہ میں ہی یکہ کرایہ پر کیا اور روانہ ہو گئے۔ بارش شاید قادیان کے موڑ پر پہنچنے کے بعد بند ہوئی تھی۔ دارالامان پہنچنے پر ہم دونوں کو حضرت اقدسؑ کے حکم سے اس کمرہ میں جگہ دی گئی جس میں بکڈپو ہے اور وہ شاید حامد شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے خرچ سے تازہ بنوایا گیا تھا۔ حضور انورؑ کے حکم سے (مجھ کو جہاں تک یاد ہے) صبح ناشتہ میں عمدہ حلوہ بھی ہوتا تھا اور مکلف کھانا گھر سے آتا تھا۔ مجھ کو خیال ہے کہ حضور انورؑ شاہ صاحب مرحوم سے دریافت بھی فرماتے تھے کہ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ مہمان کا احترام حد درجہ حضور انورؑ کے زیر نظر رہتا تھا۔

مغرب کی نماز کے بعد عام طور پر حضرت اقدسؑ مسجد مبارک کی شہ نشین پر بیٹھ کر رونق افروز رہتے۔ احباب حضور انورؑ کے پاؤں وغیرہ دباتے رہتے اور حضور انورؑ کی پاک صحبت کا فیض عشاء کی نماز تک میسر ہوتا۔ حضور انورؑ عشاء کی نماز کے بعد اندرون خانہ تشریف لے جاتے۔ عام طور پر مکرم محترم ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب انگریزی اخبار وغیرہ سنایا کرتے اور بڑے بڑے مسائل بھی زیر بحث آتے رہتے۔

ایک دفعہ صبح کے وقت سیر کے لئے بمع بہت سے اصحاب کے حضور انورؑ شمال کی طرف جا رہے تھے اور میر قاسم علی صاحب دہلی سے آئے ہوئے بھی اس وقت اصحاب میں شامل تھے تو حضور انورؑ کی خدمت میں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کس صاحب نے (مجھ کو یاد نہیں رہا) عرض کیا کہ میر قاسم علی صاحب کچھ نظم بنا لائے ہیں اور سنانا چاہتے ہیں۔ اس وقت ریتی چھلہ میں جو بڑھ کا بڑا درخت ہے اس کے قریب حضور انورؑ پہنچتے تھے۔ جو حضور عالیؑ وہاں ہی شاید بڑھ کی جڑ پر بیٹھ گئے اور میر صاحب کو حکم ہوا کہ نظم سناویں۔ چنانچہ میر صاحب نے خوب بلند آواز سے اپنی نظم سنائی جس سے تمام اصحاب بہت محظوظ ہوئے۔ بعد ازاں شاید پھر آگے بھی سیر کو گئے تھے۔ حضرت اقدسؑ اپنے سلسلہ کے شاعروں کی بھی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ سیر کے وقت باہر سے آنے والے اصحاب کو ملنے کا اور باتیں کرنے کا موقع خوب مل جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک عیسائی صاحب (شاید عبد الحق نام تھا) کو کئی دن تک سیر کے موقع پر ہر روز اپنے سوالات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا رہا اور حضور انورؑ سیر ہی میں مفصل جواب دیتے رہتے۔

ایک جلسہ کے موقع پر ہماری لائل پور کی جماعت مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرے میں فروکش تھی۔ اس جلسہ میں بوجہ امید سے زیادہ احباب کے آجانے پر ایک رات بہت سے مہمان بھوکے رہے۔ کیونکہ کھانے نے کفایت نہ کی۔ ہمارے لائل پوری دوستوں سے شاید دو تین نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ حضرت

اقدسؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب حال بتایا گیا اور حضور انورؑ نے رات کے پچھلے حصہ میں ہی تاکیدی حکم صادر فرمایا کہ جلدی سے جلدی کھانا پکا کر جو دوست بھوکے رہے ہیں ان سب کو فوراً کھلایا جاوے۔حضور انورؑ کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا۔ تمام مہمانوں میں یہ بات پھیل گئی کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور سب کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 164)

جیسا کہ آپ نے بیان کیا کہ 1900ء میں آپ ملازمت کے لیے افریقہ چلے گئے تھے جہاں سے 1902ء میں آپؓ واپس آ گئے ۔ واپس آ کر فوراً قادیان حاضر ہوئے جس کا ذکر آپ نے اوپر روایات میں بھی کیا ہے۔ اخبار الحکم میں آپ کی قادیان آمد کا ذکر محفوظ ہے:

’’اس ہفتہ میں سید ناصر شاہ صاحب جموں سے بابو اصغر علی صاحب افریقہ سے آئے ہوئے ایمن آباد سے.... تشریف لائے۔‘‘

(الحکم 10/ اگست 1902ء صفحہ 3 کالم 3)

اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں ملازمت شروع کر دی اور پھر ریٹائرمنٹ تک یہیں ملازمت کرتے رہے۔ 1903ء میں آپ نے لائل پور سے اپنے سسر حضرت منشی نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک مسئلہ کے متعلق استفسار کیا جس کا ذکر اخبار بدر میں یوں درج ہے:

طریق تہجد کے بارے میں استفسار لائل پور سے

’’عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی نے لائل پور میں یہ مسئلہ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ تہجد کی نماز اس طرح سے جیسا کہ اب تعامل اہل اسلام ہے، بجا نہ لاتے بلکہ آپؐ صرف اٹھ کر قرآن پڑھ لیا کرتے اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ یہی مذہب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ شیخ اصغر علی صاحب نے اپنے ایک خط میں جو انہوں نے منشی نبی بخش صاحب کے نام روانہ کیا تھا اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا ہے۔ کہ آیا یہ مسئلہ اسی طرح پر ہے جیسا کہ عبدالعزیز صاحب بیان کر گئے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بوساطت منشی نبی بخش صاحب اور مولوی نور الدین صاحب یہ امر تحقیق کے لیے پیش کیا گیا جس پر حضرت امام الزمانؑ نے مفصلہ ذیل فتویٰ دیا کہ ’’میرا یہ ہرگز مذہب نہیں کہ آنحضرت ﷺ اُٹھ کر فقط قرآن شریف پڑھ لیا کرتے تھے اور بس۔ مَیں نے ایک دفعہ یہ بیان کیا تھا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کوئی اور ایسی وجہ ہو کہ وہ تہجد کے نوافل ادا نہ کر سکے تو وہ اٹھ کر استغفار، درود شریف اور الحمد شریف ہی پڑھ لیا کرے۔ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نوافل ادا کرتے۔ آپؐ کثرت سے گیارہ رکعت پڑھتے، آٹھ نفل اور تین وتر.....‘‘

(بدر 16/ نومبر 1903ء صفحہ 335 کالم 3)

حسن اتفاق سے آپ کے قدیمی ساتھی حضرت ملک نور الدین صاحبؓ بھی 1905ء میں ملازم ہو کر فیصل آباد میں ہی آ گئے اور 1915ء تک یہیں رہے۔

(الحکم 21/ نومبر 1934ء صفحہ 11)

آپ نے فیصل آباد جماعت میں بطور سیکرٹری خدمت کی توفیق پائی اور ساتھ ہی امین کا عہدہ بھی آپ کے پاس تھا۔ اس جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ مولا بخش صاحب تھے لیکن خلافت ثانیہ کے موقع پر وہ خلافت سے علیحدہ ہو گئے۔ ان کی علیحدگی کے بعد ان کی جگہ آپ کو پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔

(الفضل 3/ مارچ 1917ء صفحہ 7)

چنانچہ فیصل آباد اور اس کے گرد و نواح میں آپ نے احمدیت کی تبلیغ و تربیت کے لیے خوب کام کیا۔حضرت چوہدری ولی داد خان صاحبؓ آف مراڑہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ (وفات: 12/ اکتوبر 1958ء۔ مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) بیان کرتے ہیں:

’’میں محکمہ نہر میں ملازم تھا۔ 1907ء میں مقام بنگلہ خدایار ضلع لائل پور میں سب ڈویژنل آفیسر کی پیشی میں مثلخواں تھا۔ اتفاق سے شیخ اصغر علی صاحب احمدی کلرک تبدیل ہو کر وہاں آ گئے۔ اخبار بدر اُن کے نام آتا تھا۔ ان سے لے کر مَیں پڑھ لیا کرتا تھا بلکہ شیخ صاحب نے کہا کہ مجھے کام کی کثرت رہتی ہے آپ اونچی آواز سے پڑھ کر سنا دیا کریں.... شیخ صاحب کے نمونہ نے مجھ پر بہت اثر کیا۔‘‘

(الحکم 21 اگست 1935ء صفحہ 10)

ریٹائرمنٹ لینے کے بعد آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور محلہ دارالفضل میں رہائش رکھی۔

آپ نے تقسیم ملک کے بعد مؤرخہ 9/ نومبر 1948ء کو قریباً 79 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ موصی تھے۔ آپؓ کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگا ہوا ہے۔ خبر وفات دیتے ہوئے آپ کے بیٹے مکرم شیخ چراغ دین صاحب نے اخبار الفضل میں لکھا:

’’میرے والد شیخ اصغر علی صاحب بھنڈاری سکنہ دار الفضل قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے، مؤرخہ 9/11/1948 منگل و بدھ کی درمیانی شب ساڑھے گیارہ بجے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو جاسدھارے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔.... شیخ چراغ دین بھنڈاری معرفت مولوی خورشید احمد شاد احمد نگر ضلع جھنگ‘‘

(الفضل 28/ دسمبر 1948ء صفحہ 7 کالم 1)

آپ کی شادی حضرت مہتاب بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔حضرت مہتاب بیگم صاحبہ کے والد حضرت صوفی نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ یکے از 313 کبار صحابہ (بیعت: دسمبر 1891ء۔ وفات: ستمبر 1944ء۔ مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) اور والدہ حضرت غلام فاطمہ صاحبہ (وفات: 28/ ستمبر 1940ء ۔مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) حضرت اقدس علیہ السلام کے ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔حضرت مہتاب بیگم صاحبہ خود بھی صحابیہ تھیں۔ مؤرخہ 2/ ستمبر 1943ء کو بعمر قریباً 54 سال وفات پائی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

آپ کی اولاد میں سات بیٹے مکرم شیخ محمد علی صاحب، مکرم شیخ عبدالعلی صاحب، مکرم بابو احمد علی صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر (وفات: 17/ جنوری 1982ء)، مکرم شیخ یوسف علی صاحب، مکرم شیخ چراغ دین صاحب، مکرم شیخ عابد علی صاحب اور چھ بیٹیاں مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ، مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ، مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب، مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ ایوب علی صاحب، مکرمہ نعیمہ بیگم صاحبہ اور مکرمہ زرینہ بیگم صاحبہ تھیں۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ پشاوری لکھتے ہیں کہ: جن مخلص احباب نے لنگر خانے کے واسطے فوراً امداد بھیجی ان میں ایک شخص چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدی اوجلوی پٹواری بھی تھے۔ (ان کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے)۔ جو خود آپ گورداسپور آئے اور آریہ کے مکان میں جبکہ حضرت احمدؑ اوپر سے نیچے اتر رہے تھے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے) زینہ میں نصف راہ میں ملے اور ہاتھ سے اپنی کمر سے ایک سو روپیہ چاندی کے کھول کر پیش کئے۔ (یہ وہی واقعہ ہے، اس کی ذرا تفصیل ہے یا پہلے واقعہ کا جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا ہے وہ ہوگا) کہ حضور کا خط آیا اور خاکسار کے پاس یہی رقم موجود تھی جو بطور امداد لنگر پیش کر رہا ہوں۔ قاضی محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ ’’مجھے ایک پٹواری کے جو ان دنوں صرف چھ روپے ماہوار تنخواہ لیتا تھا۔ (ان کی صرف چھ روپے ماہوار تنخواہ تھی۔ اور سو روپیہ چندہ دے رہے ہیں) اس ایثار پر رشک آیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص کے عوض اس پر بڑے فضل کئے۔‘‘

(رسالہ ظہور احمد موعود صفحہ 72 مطبوعہ 30/ جنوری 1955ء)

تو یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے نمونے جو پہلوں سے ملنے کے لئے اپنے پر تنگی وارد کیا کرتے تھے اور تنگی وارد کر کے قربانیاں دیا کرتے تھے۔

پھر حضرت قاضی یوسف صاحبؓ ایک اور ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: میرے پہلے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت احمد سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) عرض کی کہ حضور لنگری کہتا ہے کہ لنگر کا خرچ ختم ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے چند مخلص افراد کو امداد لنگر کے واسطے خطوط لکھے گئے اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان نے جو مخلص احمدی تھے ان کا ایک پسر نوجوان خط ملتے وقت طاعون سے فوت ہوا تھا۔ اس خاندان کا نوجوان لڑکا اس طاعون سے فوت ہوا تھا اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دوسو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت (اس لڑکے کے باپ نے) ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا اور یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا اور اس کے عنوان میں یہ لکھا کہ ’’اے خوشا مال کہ قربانِ مسیحا گردد‘‘ کہ مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جائے۔ نیچے خط میں لکھا میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ دوسو روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں وہ دوسو روپے تھے جو اس کے لئے رکھے ہوئے تھے اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کر دیتا ہوں۔ یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت مسیح موعودؑ نے مریدوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تھا جماعت کے لئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہنے کے لئے تھا۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ یہی لوگ تھے جن کو آیت {وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ} (الجمعۃ:4) کے ماتحت صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔

(رسالہ ظہور احمد موعود مؤلفہ قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی۔ قاضی خیل صفحہ 71-70 مطبوعہ 30/ جنوری 1955ء)

اتنی زیادہ قربانی کی کہیں اور مثال آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ اگر آئے گی تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہی نظر آئے گی۔ اسی کا یہ خاصّہ ہے۔

حافظ معین الدین صاحبؓ کی قربانی کا ذکر آتا ہے کہ ’’ان کی طبیعت میں اس امر کا بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے قربانی کریں۔ خود اپنی حالت ان کی یہ تھی کہ نہایت عسر کے ساتھ گزارہ کرتے تھے (نہایت تنگی کے ساتھ گزارا کرتے تھے۔ اور) بوجہ معذور ہونے کے کوئی کام بھی نہ کر سکتے تھے۔حضرت اقدسؑ کا ایک خادمِ قدیم سمجھ کر بعض لوگ محبت و اخلاص کے ساتھ کچھ سلوک ان سے کرتے تھے (ان کو کچھ رقم پیش کر دیا کرتے تھے) لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپیہ کو جو اس طرح ملتا تھا کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کرتے بلکہ اس کو سلسلہ کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کر دیتے۔ اور کبھی کوئی تحریک سلسلے کی ایسی نہ ہوتی جس میں وہ شریک نہ ہوتے، خواہ ایک پیسہ ہی دیں۔ حافظ صاحب کی ذاتی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ان کی یہ قربانی معمولی نہ ہوتی تھی۔‘‘ (اصحاب احمدؑ جلد 13 صفحہ 293 مطبوعہ 1967ء) تو یہ ان لوگوں کے چند نمونے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو سنا، سمجھا اور عمل کیا۔

(خطبہ جمعہ 7/ جنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: حلیم خان شاہد مربی سلسلہ پونے، مہاراشٹرا، انڈیا

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا

بھنور میں پھنس رہی ہے کشتی دیں
تلاطم بحر ہستی میں بپا ہے
میرا ہر ذرہ ہو قربان احمدؐ
میرے دل کا یہی اک مدعا ہے

(حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانو بہ یستھزون (یٰسین:31)

ترجمہ۔ وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’جو سچا ہے اسکے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا ضرور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام صادق نہیں ٹھہرتا۔ صادق کی یہ بھی ایک نشانی ٹھہری‘‘

(الحکم 17اگست 1901ء)

قارئین کرام

مامور من اللہ کی مخالفت، انکا استہزا بھی ایک سنت مستمرہ ہے۔ یہ مخالفت اور استہزا انبیاء کی سچائی کی علامت ہے۔ مخالفین انبیاء نے اپنی سنت برقرار رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات اور آپؐ کی پاکیزہ تعلیمات پر نہ صرف اعتراضات کئے ہیں بلکہ انہوں نے بدنیتی اور تعصب کی بنا پر جھوٹے الزامات لگانے سے بھی دریغ نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے غلاموں کے دل میں ایسی محبت و عشق پیدا کر دیا کہ وہ دیوانہ وار آپؐ پر فدا تھے۔ انہوں نے آڑے وقت میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح آپؐ سے یہ نہیں کہا کہ۔ فاذھب انت ربك فقاتلا انا ھا ھنا قاعدون (المائدہ۔25) پس تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ بلکہ یہ نعرہ بلند کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی لڑینگے اور پیچھے بھی اور دشمن ہماری لاشیں روندے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی کیفیت ہر مخلص اور وفاء شعار صحابی رسول ﷺ کی تھی۔ وہ خدا کے رسول کی حفاظت اور آپؐ کی عزت و ناموس کے لئے ہمیشہ کمر بستہ رہتے تھے۔ جسکی اللہ اور رسولؐ نے انہیں تعلیم فرمائی تھی۔ دور حاضر میں رسول ﷺ کی ذات بابرکات کو جب ایک بار پھر ان حملوں کا نشانہ بنایا گیا تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے سچے عاشق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو آپؐ کے دفاع کے لئے کھڑا کیا اور آپؑ نے یہ اعلان فرمایا کہ۔

’’جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان و ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے‘‘

(روحانی خزائن جلد 23 ص 459 پیغام صلح)

نیز آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزاں پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام مال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی دکھا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 51 تا 52)

پھر ایک مقام پر آپؑ فرماتے ہیں۔

’’قرآن کریم کی تعلیم کے موافق ہمارا فرض یہ تھا کہ ہم بدزبان شخص کی بدزبانی کو الگ کر کے اس کے اصل اعتراضات کا جواب دیتے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن کیونکہ یہ امر نہایت پرخطر اور خوفناک ہے کہ ہم معترض کے اعتراض کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں اور اگر ایسا کریں تو وہ اعتراضات طاعون کے کیڑوں کی طرح روز بروز بڑھتے جائیں گے اور ہزارہا شبہات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائیں گے۔

(البلاغ۔ فریاد درد۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 378 تا 379)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اے بزرگو! یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہی دین دینوں پر غالب ہوگا جو اپنی ذاتی قوت سے اپنی عظمت دکھاوے۔ پس جیسا کہ ہمارے مخالفوں نے ہزاروں اعتراض کر کے یہ ارادہ کیا ہے کہ اسلام کے نورانی اور خوبصورت چہرے کو بدشکل اور مکروہ ظاہر کریں ایسا ہی ہماری تمام کوششیں اسی کام کے لئے ہونی چاہئیں کہ اس پاک دین کی کمال درجہ کی خوبصورتی اور بے عیب اور معصوم ہونا پایہ ثبوت پہنچا دیں۔

(البلاغ, فریاد درد۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 382)

قارئین کرام!

عشق رسولؐ کا یہی جذبہ آپؑ نے اپنے جانشینوں اور اپنے ماننے والوں کو عطا کیا۔ چنانچہ آپ کے زمانے میں بے شمار پادریوں اور آریو کی طرف سے بے شمار اعترضات کئے گئے جن کا آپ نے منقولی اور معقولی رنگ میں اپنی کتابوں میں جواب دیا۔ آپ کی جسمانی وفات کے بعد یہ عشق رسول کی لو آپ کے خلفاء اور متبعین میں جل رہی ہے اور دنیا بھر میں اس کا نور پھیل رہا ہے اور عشق رسول کی یہ داستان چار دانگ عالم میں پھیلتی جا رہی ہے اور دنیا کے ہر کونے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے آپ سے سچا پیار کرنے والے اور آپ کی طرف آنے والے ہر تیر کو اپنے سینوں پر لینے والے موجود ہیں اور پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ہر ایسے موقع پر جب دشمنان اسلام نے آپ پر حملہ کیا خواہ وہ امہات المومنین کی بدنام زمانہ کتاب ہو یا رنگیلا رسول کی یا اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اور موقعہ۔ جماعت احمدیہ اور اس کے رہنماؤں نے قرآنی تعلیم کے مطابق صبر اور تقویٰ کے نمونے دکھاتے ہوئے بانی اسلام کا دفاع کیا۔ ان بے شمار تعلیمات میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔ ’’اگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں تو ہماری خوشی اس میں ہونی چاہیے کہ ہم دنیا سے رسول کریم ﷺ کی نسبت شکوک اور شبہات کو دور کرنے میں کامیاب ہوں۔ سچی محبت قربانی کا مطالبہ کرتی ہے۔۔۔۔ پس میں عام مسلمانوں کو عموماً اور اپنی جماعت کے لوگوں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ ہمیں یہ مقصد سامنے رکھنا چاہئے کہ اسلام پھیلے اور آنحضرت ﷺ کی براءت ہو۔‘‘

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ نمبر 141 تا 142)

نیز آپؓ نے فرمایا:۔

’’اسلام کی ترقی کے لئے تین باتوں کا عہد کرو۔ پہلی بات یہ کہ آپ خشیت اللہ سے کام لیں گے اور دین کو بے پرواہی کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ پہلے خود اپنے عمل ٹھیک کرو۔ دوسرے یہ کہ تبلیغ اسلام سے پوری دلچسپی لیں گے۔ اسلام کی تعلیم دنیا کے ہر شخص کو پتہ لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں، محاسن خوبصورت زندگی پتہ لگے، اُسوہ پتہ لگے۔ تیسرے یہ کہ آپ مسلمانوں کو تمدنی اور اقتصادی غلامی سے بچانے کے لئے پوری کوشش کریں گے۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 9 ص 556)

اپنی اس محبت کا اظہار آپؓ اس رنگ میں کرتے ہیں:۔

محمدؐ میرے تن میں مثل جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

’’پس میں احمدیوں کو اب یہ تلقین کرتا ہوں کہ صورتحال کے تجزیہ کے نتیجے میں وہ ایسی مؤثر اور دیرپا کاروائی کریں جو آئندہ نسلوں تک پھیل جائے۔ اگلی صدی، اس سے اگلی صدی، اس سے اگلی صدی۔ اب یہ ایک صدی کا معاملہ نہیں ہے۔ محمد مصطفی ﷺ کا سارا زمانہ غلام ہے۔ اپنے پہلے زمانے کے بھی وہ بادشاہ تھے اور آئندہ زمانے کے بھی وہ بادشاہ ہیں۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے۔‘‘

(خطباتِ طاہر جلد 8 ص 130)

نیز آپؒ ایک مقام پر اس محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

دل آپ کا ہے ۔آپ کی جان۔ آپ کا بدن
غم بھی لگا ہے جاں کسل آپؐ کے لئے

قارئین کرام!

آج اس پُرامن پیغام کو اکناف عالم میں پہنچانے کا بیڑا اللہ تعالیٰ کے اذن سے جماعت احمدیہ نے اٹھایا ہوا ہے۔ اور اس کے سالار اعظم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ آپ کی قیادت اور رہ نمائی میں آج یہ پیغام قریہ قریہ، بستی بستی سے لے کر دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں اور عالمی شہرت یافتہ تنظیموں تک پہنچ رہا ہے۔ آپ کے چند ارشادات کو یہاں نقل کرتا ہوں۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیینؐ ہونے کا اِدراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ مسلمانوں کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح اِدراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے مسلمان بھی صحیح رستے پر آجائیں اور دنیا میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلے‘‘

(خطبہ جمعہ 16/ دسمبر 2016ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’ہمارا ردعمل ہمیشہ ایسا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے جس سے آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور اسوہ نکھر کر سامنے آئے۔قرآن کریم کی تعلیم نکھر کر سامنے آئے۔آنحضرتؐ کی ذات پر ناپاک حملے دیکھ کر بجائے تخریبی کاروائیاں کرنے کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے اس سے مدد مانگنے والے ہم بنتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10 فروری 2006ء)

نیز ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں:۔

آپ میں سے ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان، ہر مرد اور ہر عورت بیہودہ کارٹون شائع ہونے کے ردعمل کے طور پر اپنے آپ کو ایسی آگ لگانے والوں میں شامل کریں جو کبھی نہ بجھنے والی آگ ہو، جو کسی ملک کے جھنڈے یا جائیدادوں کو لگانے والی آگ نہ ہو جو چند منٹوں میں چند گھنٹوں میں بجھ جائے۔۔۔۔ ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہیے جو ہمیشہ لگی رہنے والی آگ ہو۔وہ آگ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کی آگ جو آپؐ کے ہر اسوہ کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی آگ ہو۔جو آپ کے دلوں اور سینوں میں لگے تو پھر لگی رہے۔یہ آگ ایسی ہو جو دعاؤں میں بھی ڈھلے اور اس کے شعلے ہردم آسمان تک پہنچتے رہیں۔پس یہ آگ ہے جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہے اور اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالنا ہے۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 86تا87)

اور اسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

’’بس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اِس زمانے کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ درود پڑھیں، دعائیں کریں، اپنے لیے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچالے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 116)

قارئین محترم!

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کرام نے نہ صرف ہمارے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی مشعل کو روشن کیا ہے بلکہ آنحضرتؐ پر ہونے والے اعتراضات کے مدلل جوابات دے کر عشق حقیقی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ آج بھی اس کارواں کو مزید آگے بڑھانے کے لیے خلافت راشدہ احمدیہ کی رہ نمائی میں اپنا کردار ادا کرتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔آمین۔

ہوئے ہیں گو ہزاروں انبیائے صادقیں پیدا
محمد مصطفیٰؐ ان میں ہوئے اکمل تریں پیدا
نہ ہوتا آسماں پیدا، نہ ہوتی یہ زمیں پیدا
اگر ہوتے نہ اس دنیا میں ختم المرسلیںؐ پیدا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رپورٹ:۔ ڈاکٹر افتخار صاحب، صدر جماعت شمالی آئرلینڈ

شمالی آئرلینڈ کی جماعت نے برطانیہ کے خیراتی اداروں کے لئے £5000 سے زائد جمع کئے

جماعت احمدیہ شمالی آئرلینڈ نے برطانیہ کے خیراتی اداروں Air Ambulance Northen Ireland, Cance Research UK,Marie Curi Charity کے لئے فنڈ جمع کرنے کے لئے Walk for Peace کا منصوبہ بنایا ’’جو 30 مئی 2020ء کو منعقد ہونا تھا۔ Covid19 عالمگیر وبا کی وجہ سے یہ منصوبہ منسوخ کرنا پڑا۔ تاہم حال ہی میں جو فنڈ جماعت کی طرف سے جمع کیا گیا تھا وہ ایک تقریب میں چیرٹی تنظیم کی خدمت پیش کر دیا گیا۔ فنڈ مختلف ذرائع سے اکٹھا کیا گیا تھا۔ فنڈ جمع کرنے کے لئے ہمیں کمیونٹی کے دوستوں مقامی حکام اور شخصیات کی بہت حمایت اور مدد حاصل تھی۔ چیک پریزنٹیشن کی تقریب 7 نومبر کو منعقد ہوئی۔ عالمگیر وبا کی پابندیوں اور سماجی دور کے اقدامات کی وجہ سے مہمانوں کو مدعو نہیں کیا جا سکا۔

یہ Fermanagh and Omaghdistrict Council

کی رہنمائی کے مطابق منعقد ہوا۔ ڈاکٹر نعمان افتخار صاحب صدر احمدیہ مسلم کمیونٹی آئرلینڈ کی طرف سے۔

Cllr Chris Symth, Mayor of fermangh and Omagh District Council کی موجودگی میں تین خیراتی اداروں کی خدمت میں چیک پیش کیا گیا۔

/2615£ کا ایک چیک ایئر ایمبولینس شمالی ائر لینڈ سے ڈیمین مکانیسپا کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ £1500/= کا ایک چیک کینسر ریسرچ برطانیہ کو Lorna Steuert کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ £1000 کا ایک چیک Marie Curie اور Sheena Hevlin کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ نیوز Omagh کے تمام اخبارات بشمول Ulster Herald,Tyrone Constitution Omagh کی طرف سے بھی شائع کی گئی۔

ہم اپنے تمام دوستوں اور جنہوں نے اس فنڈ ریزنگ میں ہمارا ساتھ دیا اُن سب کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں انسانیت کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق دیتا رہے اور ایسے مزید مواقع بھی ہمیں ملتے رہیں۔ آمین

طلوع وغروب آفتاب

31دسمبر2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:37	17:49
مدینہ منورہ	05:42	17:44
قادیان	06:01	17:35
ربوہ	05:41	17:15
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:38	16:05